مقالات

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبداللہ الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ
ترجمہ: مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی

(قسط ۴)

آدابِ دُعاء

۳۔گناہ کا اعتراف:

انسان جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو تو آداب دعاء کا تقاضا ہے کہ اپنے گناہوں، خطاؤں اور تقصیروں کا اقرار بھی کرے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا کمال اور اس کی انتہا ہے:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: اِنَّ اَوْفَقَ الدُّعَاءِ اَنْ یَّقُوْلَ الرَّجُلُ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ، یَارَبِّ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ، اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

(مسند احمد ۲/۵۱۵۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً صحیح ہے، مرفوعاً ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو، ضعیف الجامع الصغیر تحقیق الشیخ الالبانی حفظہ اللہ تعالیٰ!)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بہترین دعاء یہ ہے کہ انسان کہے، "یا اللہ تو میرا رب اور میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں، اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں۔ یارب میرا گناہ بخش دے، کیونکہ تو ہی میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں!"

"وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَیَعْجَبُ مِنَ الْعَبْدِ اِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، قَالَ عَبْدِیْ عَرَفَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ وَ یُعَاقِبُ"

(المستدرک للحاکم۔ صحیح الجامع الصغیر حدیث نمبر ۱۸۱۷)

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان جب یہ دعاء پڑھے:

" لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

"یا اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے آپ پر ظلم اور زیادتی کر بیٹھا، میری خطائیں معاف فرما، تیرے سوا کوئی دوسرا خطاؤں کو معاف کرنے والا نہیں!

تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرماتے ہیں،" میرے بندے کو اعتراف ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو معاف کرتا اور سزائیں دیتا ہے۔"

۴۔ یقین اور پختگی سے دعاء کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک بیان فرماتے ہیں:

"اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا یَقُوْلَنَّ: اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَکْرِهَ لَهٗ"

(صحیح بخاری ۱۱/۱۳۹، صحیح مسلم ۶/۱۷، ترمذی ۹/۴۷۰)

"تم میں سے کوئی جب دعاء کرے تو پختگی کے ساتھ مانگے۔ اور یوں نہ کہے کہ "یا اللہ، اگر تو چاہے تو مجھے (فلاں چیز) دے"، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کر سکنے والا کوئی نہیں۔"

مقصد یہ ہے کہ سوال اصرار اور پختگی کے ساتھ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے یوں درخواست

کرنا کہ چاہے دے، چاہے نہ دے، عزم اور پختگی کے خلاف ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ مفہوم نکلے گا کہ یہ شخص جو چیز رب سے طلب کر رہا ہے، اسے اس کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اسے چاہیئے کہ یوں کہے "یا رب، تو میرا سوال پورا کر دے تو تیرا شکر ہے۔ ورنہ میں تجھے مجبور نہیں کر سکتا!"

۵۔ دعاء میں شدّت:

دعاء کرتے وقت سختی اور شدّت کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے، ان کی ایک چادر (کمبل وغیرہ) گم ہوگئی، تو انہوں نے چور کے حق میں بددعاء کی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"وہ شخص چوری کے سبب جس سزا کا مستحق ہو چکا ہے، اب بددعاء کر کے اس کے گناہ کو کم نہ کرو۔" (ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۸۳)

۶۔ تین تین بار دعاء کرنا:

بار بار دعاء کرنا بھی مستحب ہے۔ یہ چیز دعاء کرنے والے کے حریص ہونے اور مقصود کے حصول پر شائق ہونے کی دلیل ہے۔

صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب دعاء کرتے تو تین تین بار کرتے اور جب مانگتے تو بھی تین تین بار۔ (صحیح مسلم ۲/۱۵۲)

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں:

"مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ"

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۴۰ مسند احمد ۳/۱۱۷)

"آپ نے فرمایا جو شخص تین بار جنت کا سوال کرے تو جنت بھی کہتی ہے "یا اللہ

اسے جنت میں داخل کر دے!"

اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے تو وہ بھی کہتی ہے، "الٰہی، اسے جہنم سے بچا!"

۷۔ جامع دعائیں کرنا:

جامع دعائیں وہ ہیں کہ جن کے الفاظ مختصر اور مفہوم انتہائی وسیع ہو۔ الفاظ کی قلت کے باوجود وہ دعا بڑے وسیع معانی پر دلالت کرتی ہو اور مختصر راستہ کے ذریعہ انسان اپنے مقصود و مطلوب کو پالے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت مبارکہ تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو جامع کلمات ودیعت ہوئے تھے۔ آپؐ کے دہن مبارک سے الفاظ یوں ادا ہوتے گویا انہیں خوب چن چن کر لایا گیا ہے۔ نیز یہ الفاظ اس قدر واضح ہوتے کہ سننے والا کسی دقت اور مشقت کے بغیر انہیں یاد رکھ سکتا تھا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ لمبی گفتگو ناپسند تھی۔ سنن ابوداؤد میں صحیح سند سے ثابت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ"

(ابوداؤد۔ حدیث نمبر ۱۴۶۹، مسند احمد ۶/۱۴۸)

کہ "آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جامع دعائیں پسند تھیں۔ ان کے علاوہ باقی دعاؤں کو آپؐ ترک فرما دیتے۔"

کتبِ حدیث میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت فروہ بن نوفل کا بیان ہے کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی دعا بتلائیں، تو آپؓ نے یہ دعا بتلائی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَشَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ"

(صحیح مسلم ۱۷/۳۸، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۵۳۵)

کہ "اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس عمل کے شر سے جسے میں نے کیا اور جسے میں نے نہ کیا!"

یہ دعاء ہر قسم کے شر سے بچنے کے لیے ہے ___ آپؐ کی بعض دعائیں اس سے بھی زیادہ جامعیت پر مشتمل ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء کیا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَائِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔" (صحیح مسلم ۲/۳۴۰)

یعنی یا اللہ، میری خطائیں، لغزشیں اور میری زیادتیاں، اور جو کچھ تو مجھ سے بہتر جانتا ہے سب کو معاف فرما! ___ یا اللہ، میری عمداً اور غیر عمداً کی ہوئی خطائیں سب معاف فرما! یہ تمام اعمال میرے نامہ میں ہیں ___ یا اللہ، میری سابقہ اور آئندہ، پوشیدہ اور اعلانیہ فروگزاشتیں، اور میری ہر وہ غلطی جو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے، سب کو معاف فرما! یا اللہ، تو ہی بندوں کو اچھائیوں میں آگے بڑھانے والا اور مؤخر کرنے والا ہے ___ ہر چیز پر قادر ہے!

اسی طرح دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک قرآنی دعاء بھی ہے:

"رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"
(البقرۃ: ۲۰۱)

"اے رب، ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائیاں عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما!"

چونکہ انسان اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔

افضل یہ ہے کہ دعاء کا ہر لفظ بلکہ ہر حرف کتاب و سنت سے ماخوذ اور منقول ہو۔ اسی طرح انسان غلطی سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ بہت سے عام دعائیہ کلمات، کہ انسان جن کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتا۔

جب وہ دل کی گہرائیوں سے نکلتے ہیں تو ملائکۂ رحمت انہیں لینے کے لیے شوق سے لپکتے اور تیزی سے آگے بڑھتے ہیں، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ میزان میں بھی اجر و ثواب کے لحاظ سے بہت زیادہ وزنی ہوتے ہیں ـــــ یہ مختصر کلمات بہت سی سطروں اور صفحوں پر مشتمل خود ساختہ، فضول دعاؤں سے زیادہ اللہ کو محبوب ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس مشہور ضرب المثل کے مطابق عمل کیا جائے کہ:

"خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ"

یعنی افضل اور بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مطلوب و مقصود کو خوب واضح بھی کرتی ہو۔

۸۔ دعاء کرنے والا دعاء کی ابتداء اپنے آپ سے کرے:

مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مؤمنین کی یہ دعاء نقل فرمائی ہے:

"رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ۔ الآیۃ"

(الحشر: ۱۰)

"اے رب، ہماری اور ہمارے ان مومن بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے گزر چکے . . . !"

اسی طرح یہ دعاء بھی ہے:

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ"

(ابراہیم: ۴۱)

"اے ہمارے رب، مجھے، میرے والدین اور مومنین کو روزِ قیامت بخش دے . . . !"

اسی طرح یہ دعاء بھی ہے:

"رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۔ الآیۃ"

(الاعراف: ۱۵۱)

"اے میرے رب، مجھے اور میرے بھائی کو بخش اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما!"

مؤمنین کی یہی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی دعاء میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی شریک

کر لیتے ہیں تاکہ انہیں بھی نیکی اور بھلائی میں سے کچھ حصہ مل جائے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو یاد کرکے اس کے حق میں دعاء فرماتے تو اپنے آپ سے ابتداء کرتے۔ (ترمذی ۲۲۷/۹)

لیکن یہ آپ کی حتمی عادت نہ تھی۔ بہت سے مواقع پر آپؐ نے دوسروں کے لیے دعاء فرمائی مگر اپنے لیے نہیں کی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم و ہاجرہ علیہما السلام کے واقعہ میں ہے:

"یَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِیْلَ لَوْ تَرَکَتْ زَمْزَمَ لَکَانَتْ عَیْنًا مَّعِیْنًا۔"

"اللہ تعالیٰ، اسماعیلؑ کی والدہ (ہاجرہؑ) پر رحم فرمائے، اگر وہ زمزم کو ایسے ہی رہنے دیتیں تو یہ ابلتا، بہتا چشمہ ہوتا۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یہ دعاء فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اَیِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔"

"الٰہی، جبریلؑ کے ذریعہ اس کی تائید و نصرت فرما!"

اسی طرح آپؐ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو دعاء دی:

"اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔"

یا "اللہ، اسے دین میں فقاہت عطا فرما!"

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ آپؐ جب دوسروں کے لیے دعاء فرماتے تو اپنے لیے بھی کبھی دعاء کر لیتے اور کبھی نہ کرتے۔

۹۔ مستحب اوقات میں دعاء کرنا:

مسلمان کا، اللہ تعالیٰ کے حضور، کمالِ ادب کا تقاضا ہے کہ دعاء ایسے اوقات میں کرے جن میں دعاء بالخصوص قبول ہوتی ہے۔ ان اوقات کا ذکر ہم آئندہ ان شاء اللہ مستقلاً کریں گے۔

(جاری ہے)